جناب نذر الحفیظ ندوی ازہری

کردستان اور کرد مسلمان
ایک تعارف

چنگیز، ہلاکو اور ہٹلر نے سفاکی اور بربریت کے جو بھی ریکارڈ قائم کئے وہ دوسری قوموں سے تعلق رکھتے تھے۔ اپنی قوم اور ہم مذہب لوگوں پر انہوں نے ظلم نہیں ڈھائے۔ لیکن ہندو پاک کے جذباتی مسلمانوں کے قائد و محبوب راہنما اور نقیب اسلام و مجاہد اعظم صدام حسین کی نادر صفت اور ان کا سب سے بڑا کمال و کارنامہ یہ ہے کہ وہ اپنی قوم پر شیر اور یہودیوں کے لئے گیدڑ ثابت ہوئے۔ اپنے ہزاروں سیاسی مخالفین کو اس مجاہد نے ٹھکانے لگایا۔ پھر غیرت مند کرد مسلمانوں کی بڑی تعداد کو کیمیائی گیس کے ذریعہ ہلاک کیا۔ نوے ہزار ہم وطنوں کو جیل میں ڈال دیا اور ۲۶ لاکھ سے زائد کو عراق سے جلاوطنی پر مجبور کر دیا۔ اس سے بھی عجیب تر جہاد کویت میں شروع کیا تو اپنے محسن اور ہم مذہب کویتیوں کو تہ تیغ کر دیا۔ غایت درجہ اخلاص کی بنیاد پر ان کا مال اپنا مال سمجھ کر عراق لے گئے۔ حاتم طائی کی یاد تازہ کرنے کے لئے ایک من سونا سوڈان کو اور ایک کروڑ ڈالر یمن اور دو کروڑ ڈالر فلسطین کو جیب خاص سے مرحمت فرمائے گئے۔ اس شاہانہ داد و دہش کے بعد شیر دل مجاہد نے اتحادی طاقتوں کو نعرۂ حق سے للکارا۔ اس بار بغداد کے اس شیر نے دوسروں کے ہاتھوں اپنی قوم کو ذبح کرانے کی بھرپور کوشش کی۔ اور جب دیکھا کہ حکومت کا اقتدار خطرہ میں پڑ گیا ہے تو فرط تعلق سے پھر اپنے ہم وطنوں کو شہادت کے خلعت سے سرفراز کرنے کا مبارک کام کرنے لگے۔ آج کل صدام حسین پھر وطن دوستی کا حق ادا کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ یہ بھی ایک جہاد ہے جس میں شرکت کے لئے ہندو پاک کے مجاہدین کو جانا چاہئے۔ چونکہ سلطان صلاح الدین ایوبی کی قوم کرد مسلمانوں سے صدام کا خصوصی تعلق رہا ہے جس کی دلیل پہلے مل چکی تھی اب دوبارہ اسی محبت و عشق کی علامتیں ظاہر ہو رہی ہیں اس لئے ہم اپنے قارئین کی خدمت میں کچھ بنیادی معلومات کردستان اور کرد مسلمانوں کے متعلق پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں

(ادارہ)

- کل رقبہ چار لاکھ آٹھ ہزار کلومیٹر۔
- کردستان کی سرحدیں عراق، ترکی، ایران اور شام سے ملتی ہیں۔ باقی سرحد سوویت روس سے ملتی ہے ان تمام علاقوں میں چالیس ملین کرد پھیلے ہوئے ہیں۔
- اقتصادی، فوجی اور جغرافیائی لحاظ سے اس علاقہ کی غیر معمولی اہمیت ہے۔
- شمال مشرق میں بحیرۂ روم سے ملاطیہ تک جنوب مغرب میں پھیلا ہوا ہے۔ جنوب اور جنوب مشرقی حصہ زرعی اعتبار سے زرخیز دریائے دجلہ و فرات کے دہانے میں واقع ہیں بڑی مقدار میں سیال سونا (پٹرول) اور دیگر معدنی ذخائر موجود ہیں۔

تاریخی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان صلاح الدین ایوبی (جو خود بھی اصلاً کرد نسل سے تعلق رکھتے تھے) کے دور کو کردوں کا عہد زریں کہا جاتا ہے جس میں شمال میں قوقاز کی پہاڑیوں سے لے کر جنوب میں یمن تک اور مشرق میں دجلہ سے لے کر مغرب میں طرابلس تک کردوں کی حکومت پھیلی ہوئی تھی۔ جب چنگیز خاں نے عالم اسلام پر غارت گری کی تو کرد بھی ان کے محکوم بن گئے۔

۱۶۳۹ء میں ایران کی صفوی اور ترکی کی عثمانی حکومت کے درمیان معاہدہ "ارض روم" کے نام سے ایک معاہدہ پر دونوں سلطنتوں نے دستخط کئے۔ اس میں کردستان کو دونوں نے باہم تقسیم کر لیا تھا یہ حالت پہلی جنگ عظیم تک رہی اس نے استعماری طاقتوں نے اسلامی اور عرب دنیا کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کیا تو کردستان کا علاقہ پھر دوبارہ تقسیم ہوا۔ اس کے لئے استعماری طاقتوں کو کردوں کی غیر معمولی اہمیت کا پورا اندازہ تھا۔ ان کے ذہنوں میں صلیبی جنگوں کی شکست کی دردناک یاد تازہ تھی اس لئے یہ ناممکن تھا کہ کردوں کو دوبارہ طاقتور اور متحدہ ہونے کا موقع دیا جاتا۔ چنانچہ کردوں کو الگ الگ حصوں میں تقسیم کا منصوبہ بنانے کے بعد صرف چار سال بعد ہی اعلان بالفور سامنے آگیا جس کے نتیجہ میں فلسطین کے قلب میں یہودی خنجر اتار دیا گیا۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد آہستہ آہستہ مسلم ممالک آزاد ہوتے رہے لیکن کردوں کو اب استعماری طاقتوں نے ایسا تقسیم کر دیا کہ ایران و عراق اور روس کے درمیان ان کا شیرازہ بکھر کر رہ گیا۔ چونکہ شمالی عراق میں کردوں کی بڑی تعداد آباد تھی۔ اس لئے زیادہ تر کرد عراقی حصہ میں رہ گئے۔ عراقی آبادی کا ایک تہائی حصہ کردوں پر مشتمل ہے۔

اس طرح کرد ماہ و سال کی گردشوں سے گذرتے اور مصائب و آلام کی بھٹی میں جھونکے جاتے رہے اگرچہ یہ قوم چار لاکھ کیلومیٹر سے زیادہ رقبہ پر پھیلی ہوئی ہے لیکن پانچ ملکوں کی سرحدوں پر اس کا شیرازہ بکھرا ہوا ہے۔ سمندر میں جس طرح تنکوں کو موجیں ادھر ادھر لے جاتی ہیں اسی طرح ان تمام ملکوں خصوصاً ایران و عراق سے کردوں کو بجز مصائب و آلام کے کچھ نہ ملا۔ یہاں تک کہ ۱۹۷۵ء میں معاہدۂ الجزائر عمل میں آیا جس پر ایران و عراق نے دستخط کئے تھے۔

اس معاہدے کی بنیادی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں کردوں کو غیر مسلح اور ایران و عراق کے حدود تک محدود کر دینے کی بات کہی گئی تھی۔ کردوں کے علاقہ کا ایک حصہ ایران اور دوسرا حصہ عراق کے تابع کر دیا گیا۔ نیز اس بات پر اتفاق رائے ہو گیا کہ عراق و ایران دونوں ہی کردوں کی جدوجہد آزادی کی کسی بھی تحریک اور سرگرمی کی اجازت نہیں دیں گے لیکن کردوں کی زندگی میں عراق و ایران جنگ اور خود کرد نوجوانوں میں اسلامی عقیدہ کی بنیاد پر تمام کردوں کو متحد کرنے کی زبردست تحریک چلائی۔

دوسری طرف عراقی البعث پارٹی کی ان تمام ملحدانہ جدوجہد اور غیر اسلامی قوانین کو یکسر مسترد کر دیا۔ جو صدام نے جاری کئے تھے یہاں تک کہ البعث پارٹی کو کرد علاقوں میں اپنے دفاتر کے لیے جگہ نہیں ملی۔ صدام نے کردوں کو راضی کرنے اور بڑے سرکاری مناصب اور عہدوں کی ترغیب بھی دی کہ کردستان کا بڑا حصہ زرخیز اور سیال سونے کی دولت سے مالا مال ہے اس کے علاوہ ایران کے ساتھ جنگ میں بھی کردوں کو ملوث کرنے کی کوشش کی جسے کرد نوجوانوں نے مسترد کر دیا۔ اس بنا پر عراقی حکومت غضبناک ہو گئی۔ منصوبے کے مطابق پورے کردستان کی زبردست چھان بین کے بعد دیندار نوجوانوں اور علماء کو گرفتار کر کے جیلوں میں ڈال دیا اس کارروائی سے بھی کام نہیں چلا تو کیمیائی اسلحہ کا تجربہ کردوں پر کیا گیا اور ایک دن میں ۱۰ ہزار سے زیادہ کرد موت کی آغوش میں پہنچا دیئے گئے۔ ۱۹۸۸ء میں عین رمضان المبارک کے ایام میں عراقی میراج طیاروں نے بارہ گھنٹوں کی مسلسل بمباری سے حلبچہ کے تمام علاقوں پر کیمیائی گیس کی زبردست بارش کی۔ اس سانحہ کی وجہ سے مقتول مفلوج کے علاوہ دو لاکھ ستر ہزار کرد ترکی کی سرحد عبور کرنے پر مجبور ہو گئے۔

کرد نمائندوں کا کہنا ہے کہ ہم عراق سے الگ کوئی علاقہ یا خود مختاری نہیں طلب کرتے۔ ہمارا مطالبہ صرف یہ ہے کہ اسلامی قوانین کی تنفیذ کی جائے اور تمام عراقی مسلمانوں کو دینی تعلیم حاصل کرنے کی اجازت ہو۔

واضح رہے کہ عراق کے تعلیمی اداروں میں جو نصاب تعلیم رائج ہے اس میں ابتدائی مرحلہ سے لے کر آخری مرحلہ تک تمام کتابوں میں اشتراکیت، قومیت اور الحاد کی تعلیم ہے۔ دینی تعلیم یا اخلاقی تعلیم کا سرے سے کوئی ذکر تک نہیں۔

کردوں کی زبان کردی ہے۔ عربی کی طرح اس کے بھی الفاظ، رسم الخط اور قواعد ہیں۔ اس زبان میں ادب، شاعری اور فقہ کا اچھا خاصا ذخیرہ ہے۔ عربی، فارسی، ترکی اور اردو سے مل کر یہ زبان بنی ہے۔ فارسی، عربی اور ترکی سے یہ زبان زیادہ قریب ہے۔ تینوں زبانوں کے الفاظ کی بھی کثرت ہے البتہ عربی زبان کے الفاظ کا تناسب زیادہ ہے۔

اسلام کے سایہ میں جلیل القدر صحابی ریاض بن ہند کے ہاتھوں کرد اسلام سے مشرف ہوئے اور بغیر کسی جنگ و جدل کے پوری قوم اسلام کے سایہ تلے آ گئی۔ یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مبارک عہد تھا۔ ابن عمر کے نام سے ترکی، شام اور عراق کے مثلث سرحد پر ایک جزیرہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عمر بن خطاب

جب اس جزیرہ میں وارد ہوئے تو پورا جزیرہ ان کو دیکھ کر مسلمان ہو گیا تھا۔

کُرد چونکہ عراق میں شمال میں بالکل اندرونی علاقے میں رہتے تھے اس لئے عام طور پر داعی اور مبلغین اور علماء اور فقہاء وہاں پہنچ پاتے تھے لیکن اس کے باوجود کردوں میں جینیس اور عبقری شخصیتیں پیدا ہوئیں اور ان کو خاصی شہرت حاصل ہوئی ان میں تاریخ وسیرت کے موضوع پر انسائیکلو پیڈیا بنا کر نے والے ابن الاثیر اور ابن خلکان ادب میں مقامات کے موجد حریری، اصول حدیث کی مشہور کتاب کے مصنف ابن الصلاح اور صلیبیوں کو تاراج کرنے والے بیت المقدس کو بازیاب، اسلامی دنیا کو سرخرو اور اسلامی دنیا کے زبردست ہیرو اور اولوالعزم فاتح صلاح الدین ایوبی جیسی عالمی شہرت کی حامل شخصیتیں ہیں ان کے علاوہ عہد جدید کے داعیوں میں شیخ محمد عبدہ عربی کے مشہور شاعر امیر الشعراء احمد شوقی محتاج تعارف نہیں۔

<u>کردوں کے ساتھ موجودہ حکومت کا رویہ</u> | صدام اور ان کے پیش رو استاذ احمد حسن البکر نے کردوں کے ساتھ نسلی بنیاد پر سوتیلے پن کا سلوک کیا۔ کردوں نے اس کی زبردست مخالفت کی جس سے مجبور ہو کر حکومت عراق نے ۱۱ مارچ ۱۹۷۰ء میں خود مختاری کے سلسلہ میں کردوں کے سامنے ایک سمجھوتہ رکھا جو سراسر دھوکہ تھا۔ چنانچہ کردوں نے مسلح جدوجہد شروع کر دی اس کے نتیجہ میں شمالی عراق کے ایک بڑے حصے پر کرد قابض و متصرف ہو گئے۔ اس کی وجہ سے صدام حسین شاہ ایران سے کردوں کے خلاف مدد لینے پر مجبور ہو گئے۔ چنانچہ شط العرب کو ایران کے ہاتھوں فروخت کر کے کردوں کو عراق ایران نے اپنے حصار میں کر لیا جس نے ان کی زندگی کو اور بھی دوبھر کر دیا۔

۱۹۸۰ء میں صدام نے ایران کے ساتھ شط العرب کے بارے میں کئے گئے معاہدے کے پرزے پرزے کر دئے اور بیعنامہ کو یکطرفہ طور پر ختم کر کے بزور طاقت شط العرب واپس لینے کے لئے جنگ کا آغاز کر دیا جس نے آٹھ سال تک دونوں کو خوب تباہی و بربادی سے دوچار کیا لاکھوں انسانوں کو کٹوانے کے بعد صدام نے از خود شط العرب ایران کو اسی طرح واپس کر دیا جیسے زبردست خون خرابے اور تباہی و بربادی کے بعد کویت پر سے اپنا قبضہ واپس لے لیا۔ لیکن بعد از خرابیٔ بسیار۔

عراقی ذرائع ابلاغ نے ۱۹۶۸ء سے کردوں کے بارے میں ایسا پروپیگنڈہ کیا اور عراقی حکمرانوں کے متعلق عرب اور عالمی رائے عامہ کو ایسا گمراہ کیا کہ گویا کُرد مسلمانوں کے دشمن اور عراقی حکمران مسلمانوں اور عربوں کے خیرخواہ اور نجات دہندہ ہیں۔ اور وہ عربوں کے مشرقی دروازہ کے چوکیدار و محافظ ہیں۔ لیکن کویت پر صدام کی یورش سے بلّی تھیلے سے باہر آگئی اور ظالم کے قامت کی درازی کا بھرم کھل گیا۔

آج کل صدام کی ذاتی فوج کردوں سے جن مشہور شہروں میں مقابلہ کر رہی ہے یعنی موصل۔ کرکوک۔ السلیمانیہ۔ اربیل اور دھوک نامی شہر یہی علاقے اگست ۸۵ء اور اپریل ۱۹۸۷ء میں بھی عراقی فوجوں کی یورش کا نشانہ بنے تھے۔

حقوقِ انسانی کی بین الاقوامی تنظیم ایمنسٹی انٹرنیشنل نے کردوں سے متعلق اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ عراقی فوجی آپریشن کی وجہ سے تقریباً چھ ہزار شہری ایک ہی حملے میں مارے گئے۔ پورے پورے خاندان کا صفایا کر دیا گیا۔ شیر خوار بچوں کو بھی پھانسی اور قتل کے ذریعہ ختم کیا گیا۔ سلیمانیہ شہر کے ۴۰۰ عورتوں اور بچوں کو ۲ اپریل ۱۹۸۷ء کو پھانسی دی گئی۔ شیخ رسان نامی بستی کے تین سو ساٹھ شہریوں کو گرفتار کر کے زندہ دفن کر دیا گیا۔ اگست ۱۹۸۵ء اور اپریل ۱۹۸۷ء میں دھوک، موصل اور اربیل کا سانحہ پیش آیا۔ اس معرکہ میں عراقی مجاہد نے سلطان صلاح الدین کی قوم کردوں کے خلاف ٹینک اور توپ استعمال کئے۔ اس سے کام نہیں چلا تو میراج طیاروں نے نیپام بم برسائے اس طرح سینکڑوں بستیاں کیمیائی گیس سے جل بھن کر راکھ ہو گئیں۔ دھوک و موصل اور اربیل کے آٹھ ہزار باشندے مارے گئے تین سو پچاس بچوں کو جن کی عمریں ۵ سے دس سال تھیں، گرفتار کر کے گولی مار دی گئی۔

ابو غریب کی جیل سے رہائی پانے والے ایک قیدی نے (اپریل ۱۹۸۸ء) بتایا کہ قیدی خواتین کو گھنٹوں الٹا لٹکایا جاتا۔ وحشی جانوروں کی طرح آبروریزی کی جاتی۔ ان کے سامنے ہی ان کے شیر خوار اور کم سن بچوں کو مارا اور بھوکا رکھا جاتا۔ اور یہ معصوم بچے رو رو کر بھوک سے مر جاتے۔ اور مائیں یہ دیکھ کر دماغی توازن کھو بیٹھتیں۔

جب عراقی حکومت نے ۱۹۸۷ء میں کردوں کی عام معافی کا اعلان کیا تو ایک ہزار نو سو کرد واپس اپنے ملک آئے جب یہ لوگ ایرپورٹ پہنچے تو انہیں گرفتار کر لیا گیا اور کچھ دنوں بعد ان سب کا کام تمام کر دیا گیا۔

کردوں کا مطالبہ صرف یہ ہے کہ ہم تمام کرد اپنے دین وایمان کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں اور کسی قیمت پر بھی بعثی نظام کو قبول نہیں کر سکتے۔ اس لئے کردستان میں ہم کو آزادی کے ساتھ اپنے دین و مذہب پر عمل پیرا ہونے کی اجازت دے دی جائے۔

صدامی ذرائع ابلاغ نے کردوں کے متعلق یہ پروپیگنڈہ کر رکھا ہے کہ کرد عام طور پر بڑے قسی القلب، جابر و ظالم شدت پسند اور سرکش ہوتے ہیں۔ حالاں کہ معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ کرد ایک صلح جو قسم کی قوم ہے دین کے ساتھ ان کا لگاؤ بڑا گہرا اور مخلصانہ ہے۔ وعدے کے ایفا میں کرد ضرب المثل ہیں۔ جہاں تک ان کی طبیعت کی سختی اور مزاج کی درشتی کا تعلق ہے تو یہ ان کے صحرا میں بسنے، موسم کی سختی جھیلنے اور چاروں طرف سے (ترکی، شام، عراق، ایران اور روس) ان پر ظلم و زیادتی کا نتیجہ ہے۔ کرد نوجوان تعلیم اور زندگی کے بنیادی تقاضوں سے محروم ہیں۔

کردوں کی خود مختاری کے لئے پانچ سیاسی جماعتیں کام کر رہی ہیں۔ مشہور کرد قائد ملا مصطفیٰ برزانی کے صاحبزادہ ان تمام سیاسی جماعتوں کے سربراہ ہیں۔ ان کے پاس ایک مسلح فوج بھی ہے جس کی قیادت شیخ عثمان عبدالعزیز کے ہاتھ میں ہے ان کے پاس آٹھ ہزار فوجی ہیں۔ عراق کے اندر جو لوگ صدام کے مخالف ہیں۔ کردوں نے ان کے ساتھ معاہدہ کر لیا ہے۔